تصوّف

فرمایا مشائخ مجددیہ طاب اللہ ثراھم کے احوال و مقامات پر خواجہ کمال الدین محمد احسان نے ایک کتاب "روضۃالقیومیۃ" تحریر فرمائی ہے۔اصل فارسی نسخے کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کے مزاج میں شدید مبالغہ تھا۔اپنی اسی طبیعت کی بنا پر انہوں نے حضرت خواجہ آدم بنوری نوراللہ مرقدہٗ پر یہ الزام لگایا کہ وہ اپنے شیخ حضرت مجدد الف ثانی سرھندی قدس اللہ سرہ الاقدس کی تعلیمات سے منحرف ہوگئے تھے۔حالانکہ امر واقع ایسا نہیں ہے۔ان کی اس کتاب ہی کی وجہ سے سرھندی — جن کی قیادت حضرت خواجہ معصوم صاحب رحمہ اللہ کررہے تھے—اور بنوری جنکی قیادت حضرت خواجہ آدم بنوری نوراللہ مرقدہٗ کررہے تھے دو فریق بنے اور آپس میں اختلافات پیدا ہوئے۔

فرمایا ''مکاشفات عینیہ'' کے نام سے جو رسالہ چھپا ہے، یہ دراصل حضرت مجدد الف ثانی سرھندی رحمہ اللہ ہی کی تصنیف ہے۔البتہ اسکے مرتب حضرت خواجہ معصوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے۔خواجہ محمد ہاشم کشمی سے اس کی نسبت غلط ہے۔انہوں نے یہ رسالہ نہ لکھا ہے اور نہ ہی اسے مرتب فرمایا ہے۔اب جو چھپا ہے تو اسے خواجہ محمد ہاشم کشمی سے منسوب کیا گیا ہے۔یہ غلط ہے اور نقشبندی حضرات رحمۃ اللہ علیہم کو چاہیے کہ اس غلطی کی تصحیح کریں۔

فرمایا مولانا محمد ہاشم کشمی رحمہ اللہ کی دو کتابیں دیکھنے اور پڑھنے کی حسرت ہے۔① زبدۃ المقامات ② نسمات القدس۔بتیس (32) برس سے تلاش جاری ہے۔کتابیں تو کیا ملیں

گی، ان کا نام تک محو ہوتا جا رہا ہے۔①

فرمایا حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ’’احیاء علوم الدین‘‘ کی بہت تعریف کی جاتی ہے اور صوفیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم تو اپنی اپنی خانقاہوں میں اسے پڑھتے پڑھاتے رہے۔ بہت ہمت کر کے ایک مرتبہ اسے پڑھا۔ ہمت اس لیے کرنی پڑی کہ احادیث کے معاملے میں یہ کتاب جھوٹ سے بھری پڑی ہے۔ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام سے منسوب روایات، ایسی ایسی تحریر کی گئی ہیں کہ پڑھتے ہی اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ سب کچھ واہیات اور جھوٹ ہے۔ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب جھوٹی روایات اور من گھڑت احادیث پڑھنے سے سخت وحشت ہوتی ہے، اس لیے دل پر جبر کر کے یہ کتاب پڑھی۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے سیر اعلام النبلاء میں، محمد بن ولید طرطوشی نے اس خط میں جو انہوں نے ابن مظفر کے نام لکھا ہے، اور حضرت شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ میں، احیاء العلوم کی ایسی روایات پر کڑی تنقید کی ہے۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے تو ایسی جھوٹی احادیث اور موضوع روایات پر مستقل ایک کتاب ’’الاحیاء‘‘ کے نام سے تحریر کی تھی جو کہ غالباً اب تک چھپی نہیں۔

① للہ الحمد والمنة کہ یہ دونوں کتابیں نظر سے گذر گئیں۔ ’’زبدة المقامات‘‘ کے قلمی نسخے کا عکس تو ترکی میں چھپ گیا اور محترم جناب پروفیسر اقبال مجددی صاحب دام ظلہ نے ھدیتاً مرحمت فرمایا اور ’’نسمات القدس‘‘ کا نسخہ ادارہ تحقیقات فارسی اسلام آباد میں موجود ہے۔ وہاں سے اسکی CD اور پھر فوٹو کاپی کروا کر اپنے ہاں کے ذخیرہ کتب میں داخل کر دی گئی۔

فرمایا حضرت الامام محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب فتوحات مکیہ میں متعدد ایسے خواب تحریر فرمائے ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عالم رویاء اور مراقبات میں بار بار رویت باری تعالیٰ کے شرف سے مشرف ہوئے ہیں، چنانچہ ایک جگہ تحریر فرمایا ہے کہ میں نے ایک مرتبہ ذات اقدس جل سلطانہ کی زیارت کی اور اللہ تعالیٰ نے میرا وہ نام تجویز فرمایا جو اس سے پہلے میں نے کبھی نہیں سنا تھا۔ مجھ سے ارشاد فرمایا کہ ہم نے تمھارا نام ''نردیار'' رکھا ہے۔ میں نے درخواست کی کہ میرے اس نام کا مطلب کیا ہے تو ارشاد فرمایا ''ممسوک الدار'' (اپنے گھر میں رہنے والا)۔

فرمایا حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی فتوحات مکیہ، فصوص الحکم اور دیگر کتب پڑھانے اور سمجھانے والے علماء اب برصغیر میں نہیں رہے۔ ایسے بھی ملے جن کی شہرت تو تھی کہ ان علوم کو جانتے ہیں لیکن حاضری پر معلوم ہوا کہ انھیں تو ڈھنگ سے کتاب کھولنا بھی نہیں آتی۔ علماء کو حسد، غیبت اور نفاق سے فرصت ملے تو مطالعہ کریں اور مطالعہ بھی جب کریں جب علمی بنیاد مظبوط ہو۔ جس ملک اور دور کے مفتی حضرات اردو فتاویٰ دیکھ کر فتویٰ صادر فرمائیں ان کی جہالت کی بھی کوئی حد ہے۔ علم سے تو کیا مناسبت ہو اب پیری مریدی کی سوجھی ہے اور حال یہ ہے کہ کہیں باقاعدہ سلوک کے اسباق طے نہیں کیے اور نہ معلوم کہ مراقبہ ذات مقدسہ تک کی منازل کیا ہیں اور شیخ المشائخ سے کم درجے پر متمکن ہونے کو تیار نہیں ہیں۔ نتیجہ یہ کہ طالب کی استعداد برباد کرتے ہیں۔ مشائخ حقہ اتنی آسانی سے بیعت نہیں فرماتے تھے جتنی آسانی سے آج کل کے یہ مشائخ خلافت دے دیتے ہیں۔

فرمایا حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کے مطابق حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو چونتیس بار معراج ہوئی۔ ایک مرتبہ کی معراج جسمانی تھی جبکہ باقی تمام روحانی تھیں اور بار بار آپ کو عالم برزخ اور آخرت کا ملاحظہ کرایا گیا۔ پھر انہوں نے اپنی معراج کا بھی ذکر کیا ہے کہ وہ کیا تھی اور مختلف آسمانوں پر انھیں کن حضرات انبیاء علیہم السلام کی زیارت اور عرض ومعروض کا شرف حاصل ہوا۔ جب وہ اس زمین کی حدود سے نکلے تو عناصر اربعہ میں سے ''آب'' عنصر نے ان کا ساتھ چھوڑا پھر ''خاک'' کے عنصر سے خلاصی ہوئی اور پہلے آسمان تک رسائی ہوئی۔ سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے دریافت فرمایا کہ بیٹے مٹی کا عنصر کہاں رہ گیا؟ عرض کیا کہ زمین نے اپنا حصہ واپس لے لیا تو ارشاد فرمایا کہ میرے ساتھ بھی ایسے ہی ہوا تھا۔ پھر دوسرے آسمان پر جانا ہوا تو وہاں پر حضرت سیدنا مسیح اور سیدنا یحییٰ علیہما السلام کی خدمت میں حاضری ہوئی۔ سیدنا مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے بعض سوالات کے جوابات مرحمت فرمائے اور پھر انھوں نے حضرت یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ روز حشر جب موت کو دنبے کی صورت میں حاضر کیا جائے گا اور جنت اور جہنم کے درمیان رکھ کر ذبح کیا جائے گا تاکہ اہل جنت اور اہل جہنم سب دیکھ لیں کہ اب کسی کو موت نہیں آئے گی تو اس موت کو آپ ذبح فرمائیں گے؟ حضرت سیدنا یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ یہ درست ہے کیونکہ دیکھیے میں زندگی ہوں اور میں اپنی ضد یعنی موت کے ساتھ قائم نہیں رہ سکتی، اس لیے حکمت الٰہیہ اس بات کی متقاضی ہوئی کہ کامل زندگی کامل موت کو فنا کر دے اسی لیے تو مجھ سے پہلے کبھی کسی کا نام یحییٰ نہیں رکھا گیا۔ میں نے ان کا شکریہ ادا کیا کہ

علم کا یہ نقطہ اس سے پہلے مجھے معلوم نہیں تھا۔ پھر ان دونوں حضرات انبیاء علیہم السلام سے تفصیلی سولات و جوابات ہوئے۔ انھیں بتایا گیا کہ جنت میں جب کوئی شخص اپنی بیوی سے لطف اندوز ہونے کے بعد فارغ ہوگا تو انزال کی صورت کیا ہوگی۔ انھوں نے حضرت یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دریافت کیا کہ کیا اس دوسرے آسمان پر آپ کا ٹھکانا ہے تو انھوں نے فرمایا کہ میں حضرت عیسیٰ اور حضرت ہارون علیہم السلام کے درمیان ہوں کبھی یہاں ہوتا ہوں اور کبھی وہاں۔ یہاں اس لیے کہ سیدنا مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے خالہ زاد بھائی ہیں اس رشتے کا احترام بھی ضروری ہے اور وہاں اس لیے کہ میں حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد میں سے ہوں۔ اور ایسے ہی میں حضرت یوسف اور حضرت ادریس علیہما السلام کے ہاں بھی حاضر ہوتا رہتا ہوں۔

پھر تیسرے آسمان پر حضرت سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضری ہوئی تو آپ نے عرض کیا کہ حضرت آپ میں اور اس خاتون، عزیز مصر کی اہلیہ میں ایک بات "ھَمّ" مشترک تھی؟ ارشاد فرمایا آپ درست کہتے ہیں انھوں نے ھَمّ (پختہ اور مضبوط ارادہ) یہ کیا تھا کہ مجھے رام کر کے جو وہ چاہتی ہیں وہ ہو جائے اور میں نے ھَمّ (پختہ اور مضبوط ارادہ) یہ کیا تھا کہ ان کا یہ ارادہ فنا ہو جائے۔

اس کے بعد چوتھے آسمان پر حضرت سیدنا ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاں حاضری ہوئی، انھوں نے یہ کہہ کر استقبال کیا کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم و معارف کے وارث کا آنا بہت مبارک ہے اور پھر سوالات اور جوابات کی ایک طویل نشست ہوئی۔ خطا اور صواب کی بحث ہوئی حضرت ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا صواب اصل ہے اور خطاء امر اضافی ہے۔ انھوں نے دریافت فرمایا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کس صفت سے کائنات وجود پذیر ہوئی؟

ارشاد فرمایا کہ صفت ''جود'' سے۔

اس موقع پر ذہن بلا قصد حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی کی طرف منتقل ہوتا ہے کہ انھوں نے نیابت الٰہی میں کچھ اسی طرح کی بات ارشاد فرمائی کہ

من نکر دم خلق تا سودے کنم

بلکہ تا بر بندگاں جودے کنم

(ہم نے مخلوق کو اس لیے پیدا نہیں کیا کہ ان کی تخلیق میں ہمارا کوئی نفع تھا بلکہ ہم نے تو اس لیے پیدا کیا تاکہ اپنے بندوں پر اپنی صفت 'جود'' کا اظہار کریں۔) اسی لیے تو ہم کئی مرتبہ یہ عرض کرتے ہیں کہ اگر آپ فتوحات مکیہ، فصوص الحکم اور حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی دیگر کتب کا مطالعہ کریں اور خاص طور سے فتوحات کے مطالعہ کے ساتھ ساتھ اگر مثنوی مولانا روم کو بھی پیش نظر رکھیں تو یہ بات بالکل واضح ہوتی چلی جائے گی کہ جن افکار اور خاص طور پر وحدۃ الوجود کے موضوع پر جو کچھ حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے نثر میں فرمایا ہے، حضرت صاحب مثنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس منثور کو، منظوم کردیا ہے۔ جود کیا ہے؟ ''جُوْدْ'' کے معنی لغت میں سخاوت اور فیاضی کے آتے ہیں۔ ایک شاعر کا شعر ہے

؎ جود ہے، بخشش ہے دل نوازی ہے

ہر ایک طرح غلاموں کی سرفرازی ہے

تو جب حضرت ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ خلقِ خلائق صفت جود سے ہے تو انہوں نے عرض کیا کہ یہ بات میں نے اپنے بعض مشائخ سے سنی ہے تو انہوں نے تصویب فرمائی کہ آپ نے جو کچھ سنا وہ درست ہے۔ اب یہ یہاں سے رخصت ہوئے اور پانچویں آسمان

پر حاضری ہوئی۔ وہاں حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ٹھہرنا ہوا۔ دیکھا تو وہاں ان سے پہلے حضرت یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام موجود ہیں۔ انھوں نے عرض کیا کہ اے حضرت یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام راستے میں آپ سے تقابل نہیں ہوا تو انھوں نے کیا خوبصورت جواب دیا کہ ابن عربی ہر شخص کا اپنا ایک راستہ متعین ہے اور اس راستے پر صرف وہی چلتا ہے۔ پھر حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو گفتگو ہوئی اس کے ڈانڈے وحدۃ الوجود سے جا ملتے ہیں۔ اس کے بعد اب چھٹے آسمان پر اس ہستی کا دیدار ہوا جو کلام الٰہی کے شرف سے مشرف اور بارگاہ ناز میں اس قدر عزیز الوجود ٹھہرے کہ تمنائے رویت سے سرفراز کیے گئے۔ حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی تمنائے رویت کی حقیقت دریافت کی کہ آپ نے یہ درخواست کیسے پیش کی حالانکہ ہمارے نبی حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی زیارت قبل از موت ممکن نہیں؟ تو ارشاد فرمایا کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ ہی تو ارشاد فرمایا ہے۔ جب میں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے یہ درخواست کی تو انھوں نے اسے قبول فرمایا۔ آپ غور نہیں کرتے کہ قرآن میرے بارے میں یہ کہتا ہے کہ میں گر پڑا تو درحقیقت میری موت ہی تو تھی۔ بس پھر اس موت کے بعد میں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی زیارت کرلی۔ پھر میں نے جو چاہا تھا اس کا مجھے علم دے دیا گیا تو میں نے جو یہ کہا کہ اللہ میں توبہ کرتا ہوں تو پھر یہ اسی ذات کی طرف تو رجوع تھا جسے میں نے دیکھا تھا۔ اس سوال وجواب کے طویل سلسلے میں ایک مقام پر حضرت سیدنا موسیٰ بن عمران علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انھیں یہ بھی بتایا کہ ذوق بقدر مرتبہ ہوا کرتا ہے۔

پھر ساتویں آسمان پر حضرت خلیل اللہ سیدنا ابرہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں پہنچائے گئے۔

انھوں نے فرمایا کہ دیکھیے نمرود نے مجھ سے یہ نہیں کہا کہ میرے خدا زندگی اور موت دیتے ہیں بلکہ الزام اپنے سر لے لیا کیونکہ اگر وہ اپنے خداؤں کے متعلق یہ کہتا تو لوگ اس جھوٹ کی وجہ سے ان بتوں سے متنفر ہو جاتے۔ پھر حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض ایسے جملے تحریر فرمائے ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ بین السطور وہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ نمرود مدعی الوہیت نہ تھا۔

اس کے بعد حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کو بیت المعمور کی زیارت کرائی گئی جہاں اللہ تعالیٰ کی تجلیات، نور وظلمت کے ستر ہزار حجابات کو عبور کر کے اپنے مستقر پر پڑتی ہیں۔ پھر سدرۃ المنتہیٰ پر لے جائے گئے۔ نشاۃ انسانی کا مشاہدہ ہوا۔ چار دریا علم کے دکھائے گئے جو کہ علم وہبی کے دریا تھے۔ وہاں انھیں ایک خلعت بھی پہنائی گئی جو کہ اپنی مثال آپ تھی۔ اور یہ سراپا نور ہو گئے اور اس موقع پر انھیں یہ آیت بھی عطا کی گئی۔ قل اٰمنّا باللہ و ما انزل علینا ..... و نحن له مسلمون (کہو کہ ہم خدا پر ایمان لائے اور جو کتاب ہم پر نازل ہوئی اور جو صحیفے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کی اولاد پر اترے، اور جو کتابیں موسیٰ اور عیسیٰ اور دوسرے انبیاء کو پروردگار کی طرف سے ملیں سب پر ایمان لائے۔ ہم ان پیغمبروں میں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے اور ہم اس (خدائے واحد) کے فرمانبردار ہیں) یہ بشارت بھی دی گئی کہ آپ ''محمدی المقام'' ہیں علی صاحبها أكمل التحيات و أجمل الثناء۔ پھر جب انھیں وہاں پر رسالت حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی عمومیت اور وسعت مشاہدہ کرائی گئی تو یہ تاب نہ لا سکے اور تنگئی داماں کی شکایت کرتے ہوئے عرض کیا کہ حسبی حسبی بس کیجئے بس کیجئے۔ یہ جو کچھ بھی دیکھ رہا ہوں

مجھے کافی ہے۔ مجھ میں اس سے زیادہ گنجائش نہیں ہے۔ میں بالکل بھر گیا ہوں۔ اور پھر ان تمام مکشوفات کے بعد فرماتے ہیں کہ تب جا کر مجھ پر عبدیت کی حقیقت واضح ہوئی اور میں نے جانا کہ میں تو محض ایک بندہ ہوں۔ مجھ میں ربوبیت کا توشمہ تک نہیں۔

اس ایک معراج کے علاوہ بھی انھیں معراج ہوئی اور کئی مرتبہ عروج حاصل ہوا لیکن اب تو مدت ہوئی ان واقعات کو پڑھے ہوئے لیکن یہ واقعات دلچسپ بھی ہیں اور عبدیت کی حقیقت اور اس کے عروج، نشیب وفراز، علم وجہل اور مراتب علیا وسفلی کا جو علم حاصل ہوتا ہے، وہ ہماری صفت نیازمندی اور عبدیت کو جلاء بخشتا ہے۔ عروج ومعراج کو پڑھ کر بار بار حضرت علامہ اقبال مرحوم ومغفور کا یہ شعر دل کے تار چھیڑتا ہے

سبق ملا ہے یہ معراج مصطفیٰ سے مجھے
کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں

فرمایا جن علماء کرام کیساتھ ماوردی کی نسبت آتی ہے — رحمۃ اللہ علیہم — ان کے متعلق ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ ''ماء الورد'' کا کاروبار کرتے تھے اس لیے ماوردی کہلائے۔ ماء کا مطلب تو ہوا ''عرق'' ''پانی'' اور ''ورد'' کا مطلب ہے ''گلاب'' یعنی یہ حضرات ''عرق گلاب'' کا کاروبار کرتے تھے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ جس کے ساتھ ''ہاشمی'' نسبت ہو، وہ حضرت ہاشم بن عبد مناف کی اولاد میں سے ہی ہوگا بلکہ عباسی خلیفہ سفاح نے کوفہ کے قریب ایک شہر آباد کیا تھا اور اس کا نام ''ہاشمیہ'' رکھا تھا، جن لوگوں کی نسبت اس شہر سے

ہوئی وہ بھی ہاشمی کہلاتے تھے۔

فرمایا عام طور پر بدگمانی کا سبب حقائق سے بے خبری ہوتی ہے۔